مطالعۂ قرآنِ حکیم

برائے طلباء و طالبات

کی تدریس سے متعلق اساتذہ کے لئے

تدریسی ہدایات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اساتذہ کی رہنمائی کے لئے عمومی تدریسی ہدایات اور ان کی وضاحت

نوٹ: اساتذہ کی تدریسی معاونت کے لئے ڈیمو کلاس، تدریسی ہدایات اور دیگر متعلقہ مواد کا ویڈیو لنک یہ ہے۔
http://tif.edu.pk/?q=links

۱۔ سبق کے دوران عربی متن ضرور پڑھایا جائے لیکن یہ یاد رہے کہ یہ نصاب فہمِ قرآن کے حوالہ سے تیار کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس نصاب کے مطالعہ کے دوران فہمِ قرآن ہی پر توجہ دی جائے۔ اس نصاب کے لئے مختص کیا ہوا وقت تجوید کے قواعد سکھانے، مشق کروانے وغیرہ میں نہ صرف کیا جائے۔

یہ نصاب تجوید سکھانے اور قرآن حکیم ناظرہ پڑھانے کا طریقہ سکھانے کے لئے نہیں ہے۔ اگرچہ ناظرہ قرآن حکیم پڑھنے کی مشق بہت ضروری ہے اور اس کی اپنی ایک اہمیت ہے جس سے انکار نہیں۔ تاہم غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں عموماً پچاس ساٹھ سال کی طویل عمر گزر جانے کے باوجود لوگ قرآن کا مکمل ترجمہ نہیں پڑھ پاتے (الا ماشاء اللہ) نیز قرآن کا بنیادی پیغام بھی ان کے سامنے نہیں آپاتا، تجوید اور ناظرہ قرآن حکیم سکھانے کے لئے ہزاروں مدارس و مساجد بھی ہیں جہاں الحمدللہ یہ خدمت انجام دی جارہی ہے اور جن لوگوں کو حاجت ہوتی ہے وہ خود کہیں سیکھنے کا اہتمام بھی کر لیتے ہیں۔ لہٰذا اس نصاب کی تدریس کے دوران قرآن حکیم کا عربی متن ضرور پڑھائیں، بچے بھی دُہرا لیں، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ بار بار عربی متن کی مشق کروانے اور تجوید درست کروانے سے سارا وقت اسی میں صرف ہو جائے اور جو مقصد فہمِ قرآن کا تھا وہ حاصل نہ ہو سکے اور اس نصاب کی تکمیل میں بھی دشواری پیش آئے۔ اس لئے ناظرہ اور تجوید کا اہتمام علیحدہ سے کرنا چاہیے۔ اس نصاب کا اصل مقصد قرآن فہمی ہے تاکہ طلباء و طالبات قرآنِ حکیم کے پیغام سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

۲۔ اس نصاب کو رٹانا مقصود نہیں بلکہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر ہمارے یہاں اسلامیات کا کورس (معذرت کے ساتھ عرض ہے) بہت تیزی کے ساتھ پڑھا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اسلامیات کے ساتھ ساتھ باقی نصاب کا بھی زیادہ تر رٹا ہی لگوا دیا جاتا ہے۔ ہو سکتا کچھ جگہ ایسا نہ بھی ہو۔ اور یہ صرف نمبر (Marks) حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ مگر ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس نصاب میں رٹا لگوانے کی بات نہ ہو بلکہ بات دل و دماغ میں بٹھانے کی ہو۔ تاکہ اللہ ﷻ کے کلام کی عظمت بھی ہمارے طلباء و طالبات کے دلوں میں پیدا ہو اور اللہ ﷻ کے کلام کا مفہوم بھی کہ اللہ ﷻ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ چنانچہ ہم تجویز (Recommend) کرتے ہیں کہ اس نصاب کا آغاز تیسری جماعت سے کیا جائے۔ ابتدائی ایک دو سالوں میں کوشش کی جائے کہ استاد بات چیت اور دو طرفہ گفتگو (Interaction) کے ذریعے بار بار دُہرا کر باتوں کو ذہن میں بٹھائے۔ پہلے ایک دو سالوں میں لکھنے پر زور دینے کے بجائے سمجھانے پر توجہ دی جائے اور بچوں سے بھی دُہرا کر یہ یقین حاصل کیا جائے کہ انہیں سمجھ آرہی ہے۔ اس سے ان بچوں کی بنیاد ان شاء اللہ

مضبوط ہو گی اور آج جب بنیاد مضبوط ہو گی تو ان شاءاللہ اس نصاب کے آئندہ کے حصوں میں جب طویل مکی سورتوں اور بعد میں مدنی سورتوں کا مطالعہ کریں گے تو ان کا ذہن فہم قرآن کے لئے تیار ہو گا۔

۳۔ عربی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھایا جائے۔ اور ترجمہ پر خاص توجہ دیتے ہوئے اسے بار بار دہرایا جائے۔ تاکہ بچوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ آگاہی حاصل ہو اور وہ اس کو سمجھ سکیں۔

یعنی ترجمہ کے پڑھانے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ ایک مرتبہ اساتذہ خود یا طلباء و طالبات کے ذریعے قرآنی متن کے ساتھ ترجمہ پڑھائیں۔ اس کا بھی ثواب اور برکات ہیں۔ بعد ازاں صرف ترجمہ کو طلباء و طالبات کے ساتھ دو طرفہ انداز میں بار بار دہرایا جائے۔ یعنی فہم قرآن کی طرف توجہ بڑھانے کے لئے ترجمہ زیادہ پڑھایا جائے۔ ابتدائی جماعت میں استاد کو بچوں کو پڑھانے اور سمجھانے کے لئے زیادہ محنت کرنا پڑے گی لہذا جو پڑھایا جائے بچے اس کو دہرائیں بلکہ قرآنی متن اگر ایک مرتبہ پڑھایا گیا ہو تو ترجمہ دو یا تین مرتبہ پڑھایا جائے۔ اس دہرانے کے نتیجے میں باتوں کا ذہن میں بیٹھنا زیادہ آسان ہو گا اور جتنا ترجمہ ذہن میں بیٹھے گا اُتنی ہی قرآن فہمی بچوں کے لئے ان شاءاللہ آسان ہو گی۔

۴۔ عربی متن کی تلاوت کے دوران یہ خیال رکھا جائے کہ الفاظ کی ادائیگی درست ہو اور اگر اساتذہ کی اس لحاظ سے کوئی کمزوری ہے تو ایسے طلباء و طالبات سے تلاوت کرائی جائے جن کی تجوید درست ہو۔

الحمدللہ ہم مسلمان ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت ایک بہت بڑا شرف ہے۔ اس کا بہت بڑا اجر و ثواب بھی ہے۔ اگر ہماری تلاوت میں غلطی ہو تو معنی بدل جائیں گے اور اگر اساتذہ کی تلاوت ہی درست نہ ہو تو بچوں پر منفی اثر پڑے گا؟ اس لئے پہلے تو ہمیں اپنی تلاوت اور تجوید کے معاملہ کو درست کرنا چاہیئے اور اگر ہماری تلاوت بہتر ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ تاہم جب تک تلاوت میں کوئی کمی یا کمزوری ہے اور جن بچوں یا بچیوں کو ہم پڑھا رہے ہیں ان میں سے جس کی تلاوت بہتر ہو تو اس سے پڑھوانے کا اہتمام کیا جائے۔ وہ پڑھیں گے تو باقی بچے بھی سن لیں گے۔ یوں قرآن کے جس حصہ کا متن پڑھا جا رہا ہو گا اس کا اجر بھی ملے گا اور کچھ درستگی کا بھی موقع ملتا رہے گا ان شاءاللہ۔

۵۔ رنگوں کے استعمال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو رنگ عربی متن کا ہے اتنا ہی ترجمہ پڑھا یا جائے تاکہ طلباء کسی حد تک عربی سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں اور اس کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ لیکن یہ ذہن میں رہے کہ عربی گرامر سکھانا اس نصاب کا مقصود نہیں۔

اس نصاب میں دو رنگ استعمال کیئے گئے ہیں۔ جتنا ایک رنگ میں قرآن کا متن ہے، اُتنے ہی الفاظ کا ترجمہ اسی رنگ میں دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ بڑی آیات کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے پڑھنا آسان ہو۔ مزید براں کچھ الفاظ جو قرآن حکیم میں کئی مرتبہ دہرائے گئے ہیں ان کے معنی یاد بھی ہو جائیں گے۔ لیکن اگر کہیں یہ وقت عربی گرامر یا الفاظ کا رٹا لگانے اور الفاظ کے معانی یاد کرانے پر لگ گیا تو

فہم قرآن جو ہمارا مقصود ہے وہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ تاہم ایک طویل عرصہ میں جب طلباء پورے قرآن سے گزریں گے تو قرآن کے بہت سے الفاظ جو انہوں نے خود دہرائے ہوں گے ان کے معنی انہیں ان شاءاللہ یاد ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر ہمارے پیش نظر رہے کہ ترجمہ اور اس کا فہم بچوں کو دیں تاکہ وہ ان کے ذہن میں بیٹھے اور ترجمہ اور تشریح اس طرح ان کے سامنے آئے کہ وہ قرآن حکیم کے تقاضوں کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

٦۔جہاں تک ممکن ہوسکے اساتذہ خود بھی باوضو ہوں اور طلباء کو بھی اس کا پابند بنائیں تاکہ پاکیزگی اور طہارت کے ساتھ اس فریضہ کو سرانجام دیا جائے اور روحانی برکات کا حصول بھی ہو۔

قرآن حکیم کا ادب یہ ہے کہ باوضو ہو کر اسے ہاتھ لگایا جائے۔ اگرچہ اس نصاب میں متن قرآن کے ساتھ ترجمہ اور تشریح بھی شامل ہے اور علماء فرماتے ہیں کہ جب کسی کتاب میں ترجمہ اور تشریح کے الفاظ قرآنِ حکیم کے متن کے الفاظ سے زیادہ ہوں تو اس کتاب پر قرآن کا اطلاق تو نہیں ہوتا مگر "باادب بانصیب" والی بات ہے۔ چنانچہ ہمیں ویسے بھی ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خاص طور پر جب قرآن حکیم کے سیکھنے سکھانے کا عمل ہو تو اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔ اپنے طلبا و طالبات کو بھی اس کا پابند کریں تو ان شاءاللہ اس سے برکات میں اضافہ ہو گا۔ حدیث رسول ﷺ میں ذکر آتا ہے "جب انسان باوضو ہوتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب وہ باوضو نہیں ہوتا تو فرشتے اس سے دور ہو جاتے ہیں"۔ لیکن یاد رہے اس حدیث میں ان دو فرشتوں کی بات نہیں ہو رہی جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں یعنی کراماً کاتبین (معنز اعمال لکھنے والے فرشتے)، بلکہ رحمت والے فرشتوں کی بات ہو رہی ہے۔

۷۔خواتین اساتذہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ مخصوص ایام میں مکمل آیت کی تلاوت کرنے کے بجائے الفاظ کو توڑ توڑ کر علیحدہ علیحدہ پڑھیں کیونکہ اس کی گنجائش دی گئی ہے۔مثلاً اَلْحَمْدُ۔۔لِلّٰہِ۔۔۔رَبِّ۔۔الْعٰلَمِیْنَ

یہ ایک نازک مسئلہ ہے ان خواتین کے لئے جو الحمدللہ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تدریس میں مشغول ہیں۔ خواتین کے ساتھ مخصوص ایام کے معاملات آیا کرتے ہیں جبکہ تدریس کے عمل کو جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ ان مخصوص ایام میں تلاوت مستقل ہو، متن مستقل پڑھا جائے اس کی تو قطعاً گنجائش نہیں۔ تاہم ایک ایک لفظ کو علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھ لیں تو اس کی علماء کرام نے گنجائش دی ہے۔ ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ اگر کسی کلاس میں طلبا و طالبات ایسے ہیں کہ جو قرآن حکیم پڑھ سکتے ہیں اور اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں تو ایسے ایام میں خواتین اساتذہ ان بچوں سے تلاوت کرا سکتی ہیں۔یعنی تلاوت طلبا و طالبات کر لیں اور ترجمہ و تشریح خواتین اساتذہ بیان کریں۔

۸۔"نکات برائے اساتذہ" میں بعض مقامات پر آیات کی تشریح میں اضافی مواد صرف اساتذہ کی معلومات کے لئے دیا گیاہے لہٰذا وہ طلباء کی ذہنی سطح کو مدّ نظر رکھتے ہوئے صرف ضروری تشریحات ہی انہیں سمجھائیں۔

یہ حقیقت ہے کہ وقت کی قلت کا معاملہ ہر جگہ رہتا ہے اور اس نصاب کو مقررہ اوقات میں مکمل کرنا بھی ضروری ہے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کئی جگہ نکات برائے اساتذہ میں اضافی تشریحات دی گئی ہیں تاکہ اساتذہ کی اپنی معلومات میں بھی اضافہ ہو نیز جہاں وقت

دستیاب ہو تو بچوں کو بھی اضافی تشریح سمجھا دی جائے۔ لیکن اگر وقت کم ہے اور تشریحی نکات زیادہ محسوس ہو رہے ہیں تو یہ اساتذہ کی مرضی پر ہے کہ کتنا حصہ اس میں سے بچوں کو پڑھائیں اور کیا کیا باتیں ان کو ذہین نشین کرائیں۔ لیکن یہ بات ضرور ذہن میں رہے کہ جتنا وہ لازمی سمجھیں اتنی تشریح بچوں کو ضرور دی جائے۔ اگر طلبا و طالبات زیادہ علمی مواد کو ہضم (Absorb) کرنے کے قابل نہیں ہیں تو تشریح کم بیان کر دی جائے۔ لیکن اگر ان کا ذہن بن جاتا ہے اور وہ زیادہ تشریح بھی سمجھ لیتے ہیں تو ماشاءاللہ بہت اچھی بات ہے۔ خاص طور پر دوسرے، تیسرے سال میں جب وہ اور زیادہ جاننے کی طلب اور تڑپ رکھتے ہوں تو تشریحی نکات اس لئے بھی زیادہ دیئے گئے ہیں کہ اگر کہیں ایسا مطالبہ Demand ہو یا وقت دستیاب ہو تو زیادہ تشریح اساتذہ کے پاس موجود ہو تاکہ وہ بچوں کو بھی اور زیادہ بیان کر سکیں۔

۹۔ رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات سادہ صفحات پر بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق درج کروائیں۔

طلبا و طالبات کی کتاب میں "اہم نکات" کے لئے جو سادہ صفحہ دیا گیا ہے، اساتذہ "رہنمائے اساتذہ" میں دیئے گئے نکات میں سے کچھ بچوں کو پڑھا کر اور سمجھا کر اس سادہ صفحے پر لکھوا دیں۔ لیکن یہ بھی استاد کو دیکھنا ہو گا کہ ہمارے بچوں کی لکھنے کی صلاحیت کیسی ہے؟ وہ کتنے نکات با آسانی سمجھ سکتے ہیں؟ ایک Period میں کتنے نکات لکھوائے جاسکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا خیال رکھ کر صرف وہی نکات لکھوائے جائیں جو بہت ضروری محسوس ہوں۔ پھر یہ بھی امکان ہے کہ یہ کتاب طلباء کی ذاتی ملکیت میں ان کے پاس ہی رہے گی چنانچہ آئندہ جب کبھی وہ قرآن کا مزید مطالعہ کریں اور محافل قرآنی میں شرکت کریں گے تو اس وقت بھی کچھ نکات ان سادہ صفحات پر لکھ سکیں گے۔

۱۰۔ مطالعۂ قرآنِ حکیم کے نصاب کے "اسباق کی منصوبہ بندی" عمومی انداز میں اس طرح کی گئی ہے کہ حصہ اول کے لئے ایک کلاس میں عربی متن والا ایک صفحہ تجویز کیا گیا ہے اور ایک کلاس "علم و عمل کی باتوں اور مشق" کے لئے رکھی گئی ہے۔ لیکن اساتذہ اپنے اسکول کے نظام الاوقات، اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق اسباق کی ترتیب اور مقدار میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

یہ بات حصّہ اوّل کے حوالے سے عرض کی جا رہی ہے۔ خاص طور پر ان اساتذہ کے لئے جو پہلی مرتبہ پہلا حصّہ پڑھا رہے ہیں۔ جو اساتذہ دوسرا اور تیسرا حصہ پڑھا رہے ہیں ماشاءاللہ وہ تو اس سے گزر چکے ہیں اور الحمدللہ اس معمول اور ضابطہ کا حصہ بن چکے ہیں۔ لیکن جو اساتذہ پہلی مرتبہ پڑھا رہے ہیں خاص طور پر ان کی آسانی کے لئے Lesson Planning کر کے دی گئی ہے۔ اساتذہ "رہنمائے اساتذہ" میں دی گئی Lesson planning کو اچھی طرح دیکھ لیں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک سبق جو ایک کلاس میں پڑھانا ہے اس کی مقدار کتنی ہو۔ تجویز یہ ہے کہ جو مطالعہ قرآن کی کتاب طلباء کے پاس ہے اس کا ایک عربی متن اور ترجمہ والا ایک صفحہ ایک کلاس میں پڑھایا جائے، اور جب چند کلاسز کے بعد کچھ رکوع یا صفحات مکمل ہو جائیں تو اس کے بعد ایک کلاس (Period) میں "علم و عمل کی باتیں" اور مشق کروادی جائے۔ یوں ایک عمومی انداز سے Lesson Planning کر کے تجویز دی گئی ہے۔ تاہم اساتذہ چاہیں تو اپنے نظام الاوقات اور سہولت سے اس میں ردو بدل کر سکتے ہیں۔ لیکن مقصود یہ ضرور ہو کہ مطالعۂ قرآن حکیم کا ایک حصہ ایک سال (Academic Year) میں ہی مکمل ہو جائے۔ اس طرح ان شاءاللہ اندازہ ہے کہ سات سالوں میں یہ نصاب مکمل ہو سکے گا۔

۱۱۔ حصہ اول کے لئے ہفتہ وار کم سے کم دو اور دیگر حصوں کے لئے کم سے کم تین کلاس رکھ دی جائیں تو بہت ہی آسانی سے یہ نصاب مکمل ہو سکتا ہے۔

اس نصاب کی با آسانی تکمیل کے لئے عموماً یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ جن اسکولوں میں پینتالیس منٹ کی ایک کلاس ہوتی ہے۔ عموماً Cambridge System پر چلنے والے اسکولوں میں یہ معاملہ ہوتا ہے، تو پھر اس نصاب کے لئے ۴۵ منٹ کی ایک ہفتہ میں دو کلاسز کافی ہیں۔ اور اگر کہیں ۳۰ سے ۳۵ منٹ کی ایک کلاس ہوتی ہے تو گزارش یہ ہے کہ ہفتہ میں تین کلاسز اس نصاب کے لئے رکھی جائیں۔ مزید براں حصہ اول کے لئے کم از کم دو کلاسز اور دیگر حصوں کے لئے تین کلاسز ہفتہ وار بنیادوں پر ضرور مقرر کی جائیں۔ اگر ہفتہ وار یہ کلاسز مقرر کر دی جائیں تو ان شاءاللہ آسانی کے ساتھ اس نصاب کی تکمیل ہو سکے گی۔

۱۲۔ بعض سورتوں میں ہو سکتا ہے کم وقت درکار ہو لہٰذا جہاں مناسب سمجھیں وہ وقت دوسری سورتوں اور قصوں میں زیادہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لہٰذا پہلے سے اس کی منصوبہ بندی کر لیں۔

پہلے حصہ میں سورۃ الکوثر جیسی چھوٹی سورت بھی ہے اور آدم علیہ السلام کے قصّہ سے متعلق بڑے بڑے رکوع بھی ہیں۔ لہٰذا درکار وقت میں فرق تو ضرور واقع ہو گا۔ اس لئے Lesson Planning عمومی انداز میں کی گئی ہے۔ اب اگر اساتذہ سمجھتے ہیں کہ ایک چھوٹی سورت یا ایک مختصر سبق پر کم وقت لگے گا تو ممکن ہے طویل سورت یا نسبتاً طویل اسباق پر زیادہ وقت لگے۔ لہٰذا اس بات کو مد نظر رکھتے ہوتے اپنی آسانی کے لئے پورے سال کے لحاظ سے اسباق کی پہلے سے منصوبہ بندی کر لیں۔ اس طرح مختلف اسباق کے حوالہ سے وقت کو صحیح طور پر استعمال کر کے بھی نصاب مقررہ وقت میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔ ان شاءاللہ۔

۱۳۔ فقہی بحثوں اور اختلافی مسائل کے بیان سے خود بھی گریز کریں اور بچوں کو بھی اس سے دور رکھیں تا کہ ان میں اُلجھنے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے بامقصد باتوں کی طرف توجہ ہو۔

یہ ایک بہت نازک اور اہم مسئلہ ہے۔ ہم جس ماحول میں رہ رہے ہیں ہمیں بخوبی علم ہے کہ مسلمانوں میں مختلف مکاتب فکر Different Schools of Thought ہیں۔ یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ اختلافی باتیں موجود ہیں۔ لیکن اختلافی باتیں بہت کم ہیں اور جن باتوں پر اتفاق ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ اس نصاب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اتفاقی باتوں ہی کو سامنے رکھا جائے۔ کم و بیش ۶۰۰۰ سے زیادہ آیتوں پر سب کا اتفاق ہے، ہزاروں احادیث پر سب کا اتفاق ہے، فرائض و اخلاقیات وغیرہ پر سب کا اتفاق ہے۔ اس نصاب میں اسی بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اساتذہ سے بھی گزارش ہے کہ اسی کو Focus کریں۔ اگر کوئی طالب علم ایک مکتبہ فکر کا ہے، تو دوسرا دوسرے مکتبہ فکر کا بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی اسکول کبھی کسی خاص مکتبہ ٔ فکر Specific School of Thought کا نہیں ہوتا۔ ہر اسکول میں مختلف مکاتب فکر کے طلبا و طالبات ہوتے ہیں۔ کوشش کریں کہ اصولی اور اتفاقی بات ان کے سامنے رکھیں۔ خود بھی فقہی اور مسلکی مباحث میں جانے سے بچیں اور طلباء کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ یقیناً اس معاملہ میں کوتاہی نے امت کو بہت تباہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

۱۴۔اختلافی مسائل کے بیان سے کیسے گریز کیا جائے جبکہ طلباء پوچھ رہے ہوں؟

یہ ایک سوال اساتذہ کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا جواب بہت آسان ہے۔ عموماً طلبا و طالبات اپنے اساتذہ کے پابند ہوتے ہیں بہت سی وہ باتیں جو طلباء اپنے ماں باپ کے کہنے سے نہیں مانتے، اپنے اساتذہ کے کہنے پر مان لیتے ہیں۔ اساتذہ نے طلباء کی ذہن سازی کرنا ہوتی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ طلباء کو اختلافی باتوں سے ہٹا کر اتفاقی باتوں پر لے کر آئیں۔ مثلاً اکثر سوال نماز کے بارے میں آتا ہے کہ قیام میں ہاتھ اوپر باندھیں کہ نیچے باندھیں یا ہاتھ کھول کر نماز پڑھیں؟ اُس کو میں نے ایسے دیکھا، اُس کو ویسے دیکھا اور میں تو ایسے کرتا ہوں؟ یہ سوالات اکثر سننے کو ملتے ہیں۔ کیا اس اختلافی بات کے مقابلہ میں جن باتوں پر اتفاق ہے وہ نہیں بتائی جا سکتیں؟ کہ بیٹا دیکھو ظہر کی نماز کوئی بھی مسلمان پڑھے گا تو کتنے فرض ادا کرے گا؟۔۔۔ چار۔۔۔ کوئی ہے جو یہ کہے کہ میں دو، تین یا پانچ فرض ادا کروں گا؟۔۔۔ نہیں۔۔۔ اچھا جب بھی مسلمان یہ چار فرض ادا کرے گا تو سب سے پہلے کیا کرے گا؟۔۔۔ تکبیر تحریمہ۔۔۔ اللہُ اکبر۔۔۔ سب یہی کہتے ہیں۔۔ اچھا پہلے کیا کرے گا قیام؟۔۔ پھر؟ پھر وہ رکوع کرے گا۔۔۔ پھر؟ پھر وہ دو سجدے کرے گا، تو بیٹا بتاؤ یہ کسی نے کہا کہ میں پہلے دو سجدے کروں گا، پھر قیام کروں گا، پھر رکوع کروں گا۔۔۔ کبھی کسی نے ایسا کہا؟ جواب یقیناً "نہیں" ہی آئے گا۔

یوں اتفاقی بات ان کے سامنے رکھیں اور پھر ان کو مزید اس طرح کی دیگر مثالیں دیں۔ ہاں اگر ماشاءاللہ طلباء نصاب کو سمجھ رہے ہیں اور مزید کچھ سیکھنا چاہ رہے ہیں تو ان سے کہیں کہ بیٹا آپ اپنے محلہ کی مسجد کے امام صاحب سے معلوم کر سکتے ہیں یا اپنے والدین کے ذریعہ معلومات حاصل کر لیں۔ یہ بات اس لئے ضروری ہے کہ اگر وہاں طلباء کے سامنے ہم نے کوئی اختلافی نوعیت کی بات چھیڑ دی اور اس پر ایک کا Opinion کچھ اور ہے اور دوسرے کا مکتبہ فکر کچھ اور رائے رکھتا ہے تو پھر ماں باپ پریشان ہو جائیں گے اور پھر جو انتہا پسندی اور شدت پسندی کا معاملہ ہمارے معاشرے میں ہے وہ اسکولوں میں بھی نظر آئے گا اور یہ بات معلوم ہے کہ ایسا ہو جاتا ہے۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ طلباء کو اختلافی باتوں کے بجائے اتفاقی باتوں پر لایا جائے۔ اُن سے کہیں کہ بیٹا کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ جھوٹ بولو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ خیانت کرو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ اپنے ماں باپ کو تنگ کرو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا ہے کہ اپنے اساتذہ کا دل دکھاؤ؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا کہ اپنے Classmate کو مارو؟ کس مکتبۂ فکر نے کہا کہ اپنے بھائی کی چیز چھین لو؟ اتنی ساری باتیں جن پر سب کا اتفاق ہے۔ تو کیا ہمارے پاس اتفاقی باتیں ختم ہو گئی ہیں کہ ہم وہ باتیں گفتگو میں لائیں جن پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ان شاءاللہ اگر یہ طریقہ کار اختیار کیا جائے تو ہم ان مسائل سے نمٹ سکیں گے۔ قرآنِ حکیم میں اس حوالے سے بہترین رہنمائی کی گئی ہے۔ چنانچہ اہل کتاب سے گفتگو کرنے کے لئے آپ ﷺ کو ارشاد ہوا کہ:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

"اے نبی (ﷺ) فرما دیجیئے کہ اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک (Common) ہے (وہ کیا ہے) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں"۔ (سورۂ آل عمران: آیت ۶۴)

غور کریں ہم مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کتنا فرق ہے؟ لیکن فرمایا جا رہا ہے کہ جس بات پر اتفاق ہے وہاں سے بات شروع کرو۔ آج ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہم اختلافی باتوں سے بات شروع کرتے ہیں جبکہ قرآنِ حکیم ہمیں کہتا ہے کہ اگر کافروں سے بھی

بات کرنی ہے تو اتفاقی باتوں سے بات شروع کرنا۔ ہمارے معاشرے میں مسلمانوں سے اختلافی باتوں سے بات شروع ہوتی ہے جبکہ قرآن حکیم رہنمائی فرمارہاہے کہ اگر کافروں سے بھی بات کرنی ہو تو جس بات پر اتفاق ہو وہاں سے بات شروع کرو۔

۱۵۔"علم و عمل کی باتیں"وضاحت کے ساتھ بچوں کو سمجھائی جائیں اور مذاکرہ کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرائی جائیں۔

مطالعۂ قرآن حکیم میں دیئے گئے مختلف ابواب میں سے جب (چند اسباق پر مشتمل) کوئی باب مکمل ہو جاتا ہے تو اس باب کی خاص خاص علمی اور عملی نوعیت کی باتوں پر مشتمل خلاصہ نکات کی صورت میں طلباء و طالبات کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یعنی علمی اور عملی اعتبار سے کون کون سے پہلو بیان ہوئے ہیں۔اسی طرح قرآنِ حکیم ہدایت کی کتاب ہے، تو کیا Do's and Don'ts ہمارے سامنے آرہے ہیں، قرآن حکیم کن باتوں کا حکم دے رہاہے اور کن باتوں سے منع کر رہاہے، ان آیات کا جن کو طلباء نے سمجھا اس کا حاصل کیا نکلنا چاہیئے، اس کا اظہار ہماری عملی زندگی میں کیسے ہونا چاہیئے؟ یہ سب کچھ علم و عمل کی باتوں میں درج کیا گیاہے۔عام طور پر زیادہ سے زیادہ(Maximum) ۱۰(دس) سے ۱۱ (گیارہ) نکات ہوتے ہیں۔ ان کو ذہن نشین کرانا اور ان کو مذاکرہ کے انداز میں طلباء کے دل و دماغ میں بٹھانا ضروری ہے کیوں کے یہی قرآن حکیم کا اصل حاصل ہے جو ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت اسی لئے دی گئی ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔

۱۶۔بچوں کو اخلاقیات کیسے سکھائیں؟

یہ ایک عمومی سوال ہے جس کے لئے بہت ساری باتیں تجویز کی جاتی ہیں۔ مثلاً مختلف عملی سرگرمیوں کا استعمال ہو سکتا ہے، مختلف Video Clips بچوں کو دکھائے جاسکتے ہیں، اسی طرح ماں باپ کو بھی شریک عمل کر کے بچوں کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔ تاہم یاد رہے تربیت الفاظ سے نہیں بلکہ عمل و کردار سے ہوتی ہے ۔اگر ایک استاد خود کلاس میں داخل ہو کر اسلام علیکم کہے تو دیکھئے گا دو چار دن میں طلباء خود چِلاّ چِلاّ کر کہہ رہے ہوں گے "مس السلام وعلیکم، سر السلام وعلیکم"۔اس طرح تربیت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ یہ Simple ہے، ذرا کسی بچے نے کسی دوسرے کا مذاق اڑانا شروع کیا تو ہمیں اس کو وہیں پر پیار و محبت سے روکنا چاہیئے تاکہ اس بچے کو احساس ہو جائے کہ میں نے غلط کیا، اور جس کا مذاق اڑایا جارہا تھا وہ حساس ہو سکتاہے، وہ اس بات کو دل پر نہ لے جائے تو فوراً اس کی دل جوئی کرلی جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ استاد صرف صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے کا استاد ہوتا ہے۔ طلباء و طالبات صرف اسکول کے اوقات میں نہیں بلکہ ۲۴ گھنٹے اساتذہ کے اخلاق و کردار کو دیکھ رہے ہوتے ہیں ہو سکتاہے کہ اس کا کوئی طالب علم وہاں اسے دیکھ رہا ہو؟ وہاں اس کا رویہ کیا ہوتا ہے؟ ایسا کہ وہ دوسروں کو دھکاّ دے رہا ہو، یا ریڈ سگنل کراس کر رہا ہو یا اس نے کوئی چیز کھائی اور اس کی تھیلی یا لفافہ سڑک پر پھینک دیا اور اگلے دن اسکول جاکر وہ طلباء سے کہے کہ بیٹا صفائی نصف ایمان ہے۔ ذرا غور کیجئے کیا وہ طالب علم اس بات کو مانے گا؟

تو تربیت فقط الفاظ اور کتابوں سے نہیں بلکہ عمل سے ہوا کرتی ہے۔ ایک استاد خود نمونہ بنے اور ماں باپ کو بھی اعتماد میں لے کہ یہ بچہ ان کے لئے بھی صدقۂ جاریہ بنے گا اور والدین کے لئے بھی ۔کچھ اچھی کتابیں ہماری لائبریری میں ہونی چاہیئں کچھ Video Clips

دکھانے کا انتظام کرسکتے ہیں تو وہ بھی بہتر ہے۔ ترغیب دلانے کے لئے کبھی کوئی کام عملی طور کرایا جاسکتا ہے۔ مثلاً کبھی گروپ بناکر اسکول کی صفائی کروالی، کبھی طلباء سے کہا کہ اپنی جیب خرچ لے کر آئیں تاکہ کسی غریب کی مدد کی جاسکے، زلزلہ آگیا یا بارش، طوفان آگیا یا ایسا کوئی اور معاملہ ہوگیا جس سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے تو طلباء سے کہیں کہ اپنی پرانی چیزیں لے کر آئیں اور انہیں کسی ادارہ کے حوالے کردیں جن پر اعتماد ہو کہ وہ غریبوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اس طرح ان کی تربیت ہو گی۔ استاد اگر کلاس میں کھڑے ہو کر اور جلدی جلدی ایک ہی سانس میں پانی پی رہے ہیں تو طلباء پر منفی اثر پڑے گا۔ اور اگر اس کے بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھوڑا بلند آواز سے پڑھ کر تین سانسوں میں پانی پی رہے ہیں تو بغیر کچھ کہے طلباء تک تربیت کا پیغام پہنچ گیا۔ یوں مختلف رویے، انداز اور طریقے طلباء پر اثر انداز ہوتے ہیں ان ہی سے اُن کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے۔ لہذا تربیت ایک مستقل عمل ہے جو اسکول کے اوقات تک محدود نہیں ہے۔ ایک سو ساٹھ دن جب اسکول کھلتا ہے یہ اس تک محدود نہیں ہے۔ یہ تو مستقل عمل ہے۔ بہر حال تربیت عمل سے زیادہ ہوتی ہے الفاظ سے نہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "Action speaks louder than words"۔

۱۷۔ انبیاء علیہم السلام کے قصّوں کو عام فہم انداز میں کہانی کی صورت میں پڑھایا جائے تاکہ بچوں میں دلچسپی پیدا ہو۔

اس نصاب میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا ہے کہ پہلے کسی بھی قصہ کو کہانی کے انداز میں بیان کیا گیا ہے اور یہ تمام مواد قرآنی آیات ہی سے ماخوذ ہوتا ہے جو اس قصے کے بعد اسباق کے طور پر دی گئی ہیں۔ تاہم ان قصوں کو واقعاتی صورت میں ترتیب دینے کے لئے مصدقہ تفسیری مواد سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ قصہ پہلے بیان کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس قصے سے متعلق قرآن حکیم کا جو متن پڑھایا جائے گا اس سے قبل ذہن میں وہ پورا قصہ بیٹھ جائے۔ لیکن اس کو دوطرفہ (Interactive) انداز میں بیان کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ صرف اساتذہ خود پڑھ دیں یا بچوں سے پڑھوالیں۔ بلکہ مختلف سوالات اسی قصے سے ساتھ ساتھ بناکر طلباء سے پوچھیں۔ یعنی باتوں کو دہرانا پیش نظر رہے۔ مثلاً ان سے پوچھا جائے کہ بیٹا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کس چیز سے پیدا فرمایا؟۔۔۔ مٹی سے۔۔۔۔ اچھا شیطان کو کس چیز سے بنایا تھا؟۔۔۔۔ آگ سے۔۔۔۔ یہ بات دو تین دفعہ دہرانے سے ذہن میں بیٹھ جائے گی انشاء اللہ۔ مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ Interactive انداز میں پیش کریں گے تو طلباء کی دلچسپی بڑھے گی اور جب وہ قرآن حکیم کے متن اور ترجمہ پر آئیں گے پہلے سے ذہن تیار ہونے کی وجہ سے فہم قرآن کا عمل آسان ہو گا۔

۱۸۔ طلباء سے مختلف سوالات، کوئز پروگرام اور مقابلوں کے ذریعے ان میں قرآن فہمی کی دلچسپی پیدا کی جاسکتی ہے۔

یہ طریقہ کار بہت سے اسکولوں نے خود بھی اختیار کیا ہے اور اکتوبر ۲۰۱۲ میں دی علم فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام الحمدللہ حصہ اول پر مبنی بچوں کا Quiz Competition منعقد کیا گیا تھا جو کہ دی علم فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ tif.edu.pk پر موجود ہے۔ وہاں سے اس کی ویڈیو بھی Download کی جاسکتی ہے۔ ماشاءاللہ طلباء نے بہت اچھے انداز میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ پروگرام کوئز، تقریر اور آرٹ پر مشتمل تھا۔ جو کہ بہت دلچسپی کا باعث بنا اور بچوں نے بہت خوبصورت جوابات دیئے۔ ان شاءاللہ یہ ویڈیو طلباء کے لئے حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنے گی۔ یہ ویڈیو آپ خود بھی دیکھیئے اور اپنے اسکول کے طلباء کو بھی دکھایئے۔ اگر ان میں شوق پیدا ہو تو پہلے اسکول میں کوئز پروگرام منعقد

کرائیے۔ پھر Inter School Competition بھی ہو سکتا ہے۔اس طرح سوالات کے ذریعہ، کوئز پروگرام منعقد کر کے، سالانہ تقریبات میں کچھ Segments رکھ کر جہاں بچوں کی اس نصاب سے آگاہی کا جائزہ لیا جاسکے گا وہاں ان سرگرمیوں سے ان شاءاللہ قرآن حکیم کے اس نصاب میں طلباء کی دلچسپی بھی بڑھے گی۔ جب یہ Competitions ہوں تو ان کی Certification بھی ہونی چاہیئے۔ کچھ تحائف (Gifts) کا معاملہ بھی ہونا چاہیئے۔ اکتوبر ۲۰۱۲ میں جب دی علم فاؤنڈیشن نے یہ کوئز مقابلہ منعقد کیا تھا تو الحمدللہ طلباء کو توصیفی وتعریفی اسنادCertificates کے ساتھ تحائف بھی دیئے گئے۔اس سے بھی بچوں کے اندر مزید شوق پیدا ہوتا ہے۔

۱۹۔ "سمجھیں اور حل کریں" بچوں کو گھر کے کام(Home work) کے طور پر دیں تاکہ ان کی قرآن فہمی کا اندازہ ہو اور بعد میں کلاس میں خود حل کرائیں۔

نصاب میں جو مشقیں دی گئی ہیں ان کو "ہم نے کیا سمجھا" کا عنوان دیا گیا ہے۔ خاص طور پہلے حصہ میں اور پھر آئندہ کے حصوں میں بھی اس کو آسان کیا گیا ہے۔ لیکن پہلے حصہ میں بچوں کے ذہنی استعداد کے مطابق سوالات کے ساتھ ساتھ درست جواب کا چُننا، الفاظ تلاش کرنا، رنگ بھرنا، کالم ملانا اور خالی جگہوں کو مناسب الفاظ وغیرہ سے پُر کرنا بھی دیا گیا ہے۔ بچوں کو اپنا جائزہ لینے اور مختلف نوعیت کی مشقیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان کو دلچسپی کے ساتھ قرآن حکیم کا فہم دیا جائے اور یہ سب کام بچوں کو گھر کے کام کے طور پر دیا جائے تو والدین بھی فہم قرآن کے اس عمل میں شامل ہوں گے ان شاءاللہ۔ یہ مشق بچوں کو اگلے دن یا اگلی کلاس میں حل کرائیں تو اس سے بھی بچوں میں آگے بڑھ کر کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ الحمدللہ اس ضمن میں بہت اچھی مثالیں سامنے آئیں ہیں کہ بعض اساتذہ نے یہ بتایا کہ سب سے زیادہ بچوں نے جس کتاب کو پسند کیا وہ علم فاؤنڈیشن کی یہ مطالعہ قرآن حکیم کی کتاب ہے الحمدللہ۔ (یہ تعریف کی بات نہیں جو حقیقت ہے وہ بیان کی جارہی ہے) اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ نصاب فہم قرآن حکیم پر مبنی ہے تو اسے ہمارے مسلمان بچے پسند کیوں نہیں کریں گے؟ پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس نصاب میں طلباء کے لئے کچھ کرنے کو بھی موجود ہوتا ہے صرف رٹّا لگانے کے بجائے فہم کا معاملہ زیادہ ہے نیز خود سے کرنے کو بھی کافی کچھ موجود ہے۔ تو اس کتاب کو ماشاءاللہ طلباء و طالبات نے بھی بہت سراہا ہے۔

۲۰۔اساتذہ آیات کی تشریحات رہنمائے اساتذہ میں دیئے گئے نکات تک محدود رکھیں یا پھر معتبر تفاسیر سے رجوع کریں۔ غیر مصدقہ مواد سے پرہیز کریں۔

یہ بھی بہت حساس مسئلہ ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کے تحت مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کی تیاری میں مصروف عمل ساتھیوں نے باقاعدہ ایک درجہ میں دین کا علم بھی حاصل کیا ہے اور وہ خود دروس قرآن حکیم کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔ پھر الحمدللہ اس پورے نصاب کو علماء کرام کو بھی دکھایا جاتا ہے۔ معروف مکاتب فکر کے علماء کی ۱۰ سے زیادہ تفاسیر اور تراجم کو سامنے رکھ کر نصاب تیار کیا جاتا ہے۔ لہذا پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ نصاب میں کوئی غیر مصدقہ مواد شامل نہ ہو۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بازار میں ہر طرح کا مواد مل جاتا ہیں۔ پھر کچھ ہماری اپنی سابقہ معلومات (Pre knowledge) بھی ہوتی ہیں جو عام طور پر ہمارے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہیں جو کہ غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کئی مرتبہ یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ کسی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام تو ۶۰ سال تک زمین پر

روتے رہے پھر کہیں جا کر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ استغفر اللہ۔۔ قرآن حکیم یہ کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوگئی تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجا۔ آپ خود فیصلہ کیجیے کہ اب کس کی بات کو مانا جائے؟ لوگوں کی Pre Knowledge کو؟ یا اللہ کی بات کو؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما رہے ہیں انہیں معاف کر کے اعزاز دے کر خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا گیا اور لوگ بتا رہے ہیں کے ساٹھ سال تک زمین پر روتے رہے۔ اس طرح کی من گھڑت روایات مختلف قصوں میں سننے کو ملتی ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے اور بھرپور کوشش کرنی چاہیئے کہ اس طرح کی غلط باتیں طلباء کے ذہنوں میں نہ بٹھائی جائیں۔ چنانچہ گزارش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ جو مواد اور کتابیں بازار میں موجود ہیں اور جو کچھ انٹرنیٹ سے مل گیا Download کر کے اس کو استعمال کر لیا۔ لہٰذا کوشش کریں کہ جو مواد اس نصاب کے ضمن میں "رہنمائے اساتذہ" میں فراہم کیا گیا ہے اپنی تشریحات کو اسی تک محدود رکھیں۔ البتہ جو معتبر تفاسیر آپ کے زیرِ مطالعہ ہیں آپ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ایک اہم بات ذہن نشین رہے کہ یہ نصاب بڑے غور و فکر کے بعد اور تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے طلباء و طالبات کی ذہنی سطح کے مطابق آسان الفاظ میں تیار کیا گیا ہے اور معروف مکاتب فکر کے علماء کی تفاسیر کو سامنے رکھ کر اور علماء کو دکھا کر اس کو حتمی شکل دی گئی ہے۔

۲۱۔ "مطالعۂ قرآن حکیم" کی تدریس کے دوران بچوں کی عملی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً اس کا جائزہ لیتے رہیں۔

آج کا ایک المیہ جس کا سبھی رونا رو رہے ہیں وہ یہ ہے کہ بچوں کے بیگ اور کتابوں کا وزن بھی بڑھ رہا ہے اور کلاسز، کتابوں اور نصاب کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ بلاشک و شبہ علم تو کسی درجے میں بڑھ رہا ہے مگر عمل میں بڑی کمی ہے۔ تعلیم مل رہی ہے مگر تربیت نہیں مل رہی۔ شاید ہماری پچھلی نسل کے پاس علم کم تھا مگر تربیت زیادہ تھی۔ لہٰذا ہمیں اس بات پر خاص توجہ رکھنی چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اتنا عظیم کلام جو ہدایت کے لئے آیا ہے اس کا علم تو دیا جا رہا ہو مگر تربیت نہ ہو رہی ہو؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کے ماں باپ سے مضبوط رابطہ رکھا جائے اور کلاس میں بھی طلباء کے رویوں پر نگاہ رکھی جائے۔ پھر اساتذہ اپنے کردار سے بھی گواہی دیں کہ جو قرآن پڑھانے والے ہیں وہ قرآن پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے بہترین نمونہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں فرماتی ہیں کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن "وہ تو چلتے پھرتے قرآن تھے" یعنی قرآن کی عملی صورت تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے اساتذہ کو بھی باعمل بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب ہم خود باعمل ہوں گے تو اس عمل کا اثر طلباء پر بھی ہوگا۔ طلباء تو اپنے اساتذہ کو Ideal بناتے ہیں، ان کی باتیں Quote کرتے ہیں، ماں باپ کی اتنی نہیں مانتے جتنی اپنے اساتذہ کی مانتے ہیں۔ تو تربیت پر ہماری بہت زیادہ توجہ ہونی چاہیئے۔ چھوٹے چھوٹے کام ان کو دیں مثلاً کسی کلاس میں کہا جائے کہ کل ہم نے ایک بات سیکھی تھی کہ ہمیں لوگوں کو نیکی کا حکم دینا ہے۔ تو آج ہمیں کون بتا رہا ہے کہ ہم میں سے اس حوالہ سے کس نے کیا کیا؟ کیا کل کسی نے اپنے بھائی کو نماز کی دعوت دی تھی؟ اگر کوئی طالب علم کہے ہاں تو اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان شاء اللہ تربیت کا عمل شروع ہو جائے گا۔ یوں اگر ہم دلچسپی بڑھا کر چھوٹے اور آسان کام کرنے کو دیں گے تو تربیت میں ان شاء اللہ اضافہ ہوگا۔

۲۲۔تدریس کے وران پیش آنے والے تجربات اور مفید باتوں کو نوٹ فرمائیں اوردی علم فاؤنڈیشن کو آگاہ فرمائیں۔

زندگی کی آخری سانس تک حصول علم کی ضرورت ہے اور یہ ایک مستقل عمل ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی "عقل کُل "یعنی ہر لحاظ سے اعلیٰ و برتر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اس نصاب کی تیاری اور تدوین کے دوران بہت ہی مفید تجربات، مشورے اور تجاویز اساتذہ اور دیگر اہل فکر ودانش کی طرف سے ملتی رہتی ہیں جن کو یقیناً اس نصاب کو مرتب کرتے وقت مد نظر رکھا جاتا ہے۔ مزید براں اساتذہ کی طرف سے ملنے والی مفید تجاویز اور تجربات دیگر اساتذہ تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا دی علم فاؤنڈیشن کی کوشش یہی رہی ہے کہ اگر ایک استاد کی طرف سے کوئی اچھی بات علم میں آئے تو وہ سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلباء وطالبات تک پہنچائی جائے۔ اس لئے کوئی بھی مفید بات آپ کے ذہن میں ہو تو اس سے دی علم فاؤنڈیشن کو ضرور آگاہ فرمائیں۔

۲۳۔اگرچہ مشکل الفاظ سے حتی الامکان اجتناب کیا گیا ہے تاہم اگر دورانِ تدریس طلباء کو کوئی لفظ مشکل لگے یا اساتذہ کوئی متبادل لفظ تجویز کرنا چاہیں تو اس کی نشاندہی فرمائیں۔

اس نصاب کو تیار کرتے وقت کوشش یہی کی گئی ہے کہ الفاظ کو حتی الامکان آسان رکھا جائے۔ مزید براں یہ کوشش بھی کی جارہی ہے کہ جو الفاظ نسبتاً مشکل محسوس ہوں ان کی Glossary یعنی ذخیرۂ الفاظ اور ان کے معنی بھی ہر حصے کے آخر میں دے دیئے جائیں۔ اس کے باوجود اگر اساتذہ کو کوئی لفظ مشکل محسوس ہو تو اس کے متبادل آسان لفظ سے دی علم فاؤنڈیشن کو ضرور مطلع فرمائیں۔ ان شاءاللہ آئندہ کے ایڈیشن میں اس بہتری کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ ﷻ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بہت سے اساتذہ کرام اس عظیم کام میں تعاون کرتے ہیں اور اس تعاون کے نتیجہ میں ہی یہ نصاب بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۲۴۔تدریس کے دوران پیش آنے والے مسائل اور مشکلات کے حل کے لئے دی علم فاؤ نڈیشن سے رابطہ کریں۔

دی علم فاؤنڈیشن کے فون نمبرز اور ای میل مطالعۂ قرآن حکیم کی ہر کتاب پر درج ہیں۔ نصاب کے تدریس کے دوران کوئی بھی مشکل پیش آئے تو انتظار نہ کیجئے گا۔ صبح ۹ بجے تا شام ۵ بجے ہمارا دفتر کھلا ہوتا ہے۔ فون کر لیجئے یا ای میل پر رابطہ کر لیجئے۔ مقامی سطح پر (کراچی) اسکول میں جا کر بھی مسائل کا حل بتایا جا سکتا ہے اور بیرون شہر فون اور ای میل کے ذریعے گفتگو کی جاسکتی ہے۔ مزید براں skype پر بھی رابط ممکن ہے۔ گزارش یہ ہے کہ کسی چھوٹے سے مسئلہ کی وجہ سے اس نصاب کی تدریس کا کام رک نہ جائے۔ کیونکہ یہ بات تو معلوم ہے کہ تدریسی عمل میں رکاوٹ آجائے تو پھر مایوسی ہوجاتی ہے۔ اس لئے کام رُکنا نہیں چاہیئے بلکہ اسے مزید آگے بڑھنا چاہیئے۔ کوئی مشکل پیش آرہی ہو، کوئی سوال Query ہے تو رابطہ کریں ان شاءاللہ اس کو حل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

۲۵۔اساتذہ کی سالانہ کارکردگی کو جانچنے کے بعد حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

یہ ایک نازک اور دلچسپ بات ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن اساتذہ کی کارکردگی کو کیسے جانچ سکتا ہے؟ عرض یہ ہے کہ دی علم فاؤنڈیشن نے مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے حوالہ سے اساتذہ کی کارکردگی کو نہیں جانچنا بلکہ یہ اسکول کی انتظامیہ کا اختیار ہے۔ وہ جہاں دیگر مضامین

کی تدریس کو جانچ رہے ہوتے ہیں وہیں مطالعۂ قرآن حکیم کی تدریس اور اساتذہ کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیتے رہیں گے۔ دی علم فاؤنڈیشن براہ راست اسکول کے انتظامی امور میں مداخلت نہیں کرتا بلکہ ہر معاملے میں انتظامیہ ہی سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ ہاں اساتذہ سے تدریسی امور Academics کے حوالے سے رابطہ ہوتا ہے۔ دی علم فاؤنڈیشن کی طرف سے اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ان شاءاللہ مستقبل میں عمدہ کارکردگی اور اس کارخیر میں اپنا بھی حصہ شامل کرنے پر ان کے لئے سند اور تحائف بھی پیش کئے جائیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ کام بھی اسکول کی انتظامیہ کے توسط سے ہوگا نہ کہ براہِ راست۔

۲۶۔ تمام اساتذہ ڈیمو کلاس اور تعارفی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔

یہ بات اساتذہ کے لئے تدریسی ہدایات کے حوالے سے ہے۔ مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے حوالہ سے ایک تعارفی ویڈیو بھی تیار کی گئی ہے اساتذہ اس کو بھی دیکھ سکتے ہیں خاص طور پر وہ اساتذہ جو پہلی بار اس نصاب کا تعارف حاصل کر رہے ہیں۔ وہ اسکول جہاں مطالعۂ قرآن حکیم کی تدریس کا آغاز ہو رہا ہے وہاں ممکن ہے کہ ابتدا میں اساتذہ کو تدریسی حوالے سے کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔ اگرچہ گزشتہ ۳ سالوں (۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲) میں الحمد للہ کہیں بھی اس حوالہ سے کوئی خاص مسئلہ سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے یہ نصاب پڑھانا ناممکن ہوا ہو۔ الحمد للہ تمام اسکولوں میں جہاں جہاں اس نصاب کی تدریس جاری ہے اساتذہ انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اسے پڑھا رہے ہیں۔ اگر کہیں پر معمولی نوعیت کے مسائل آتے بھی ہیں تو وہ الحمد للہ فوری حل کر لیئے جاتے ہیں۔ اگر اساتذہ تدریسی ہدایات اور رہنمائے اساتذہ سے مدد لیتے رہیں تو ان شاءاللہ امید ہے کہ کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اساتذہ کی سہولت کے لئے تدریسی ہدایات کے ساتھ Demo Class کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی تیار کی گئی ہے جس میں ایک اسکول کے طلباء وطالبات کو Demo Class کے ذریعے پڑھا کر دکھایا گیا ہے کہ کس طرح اس نصاب کو پڑھانا ہے۔ یقیناً یہ اساتذہ کے لئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ الحمد للہ ہمارے اساتذہ اس سے بھی کہیں بہتر انداز میں پڑھا سکتے ہیں۔ بس اگر ان گزارشات اور طریقۂ کار کو مدنظر رکھا جائے تو اس نصاب کی تدریس کا عمل بہتر ہو سکتا ہے۔

۲۷۔FAQs (عمومی پوچھے جانے والے سوالات) پر مبنی ویڈیو بھی ضرور دیکھیں۔

دی علم فاؤنڈیشن نے مطالعۂ قرآن کے نصاب کے حوالے سے اساتذہ کی رہنمائی کے لئے الحمد للہ عمومی سوالات FAQs (Frequently Asked Questions) پر مشتمل ایک ریکارڈنگ بھی تیار کی ہے، یعنی وہ سوالات جو عموماً یا مستقل پوچھے جاتے ہیں جو گزشتہ تین برس (۲۰۱۰ تا ۲۰۱۲) میں اساتذہ اور اسکولوں کی انتظامیہ کی طرف سے آتے رہے۔ انہیں جمع کر کے ان کی ویڈیو ریکارڈنگ کرادی گئی ہے۔ اس ریکارڈنگ سے بھی تدریسی عمل میں خاصی معاونت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۲۸۔ تمام اساتذہ ماہانہ کارکردگی کا فارم ہر مہینے کے اختتام پر پُر کر کے رکھیں تاکہ رابطہ کرنے پر آسانی رہے۔

مطالعۂ قرآن حکیم کے نصاب کے ماہانہ Followup کے لئے ایک فارم بھی تیار کیا گیا ہے۔ یہ فارم نصاب کے تدریسی جائزے کے حوالے سے ہے کہ ہر مہینے کے اختتام پر پڑھائے گئے اسباق کے بارے میں دی علم فاؤنڈیشن کو مطلع فرماتے رہیں تاکہ اگر معاونت اور بہتری کی گنجائش ہو تو اس کی طرف توجہ دلائی جاسکے۔ یہ فارم ای میل کے ذریعے بھی بھیجا جاسکتا ہے یا اساتذہ ہمیں مطلع کر دیں کہ اسکول

میں کس وقت انہیں فون کر لیا جائے جب ان کے پاس وقت دستیاب ہوتا ہے۔ اس وقت وہ فارم اپنے سامنے رکھ لیں دی علم فاؤنڈیشن کے دفتر سے ان کو فون کر کے ۲ سے ۳ منٹ میں نصاب کے حوالے سے تفصیلات معلوم کر لی جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک طرف ریکارڈ بھی محفوظ ہو رہا ہو گا جس سے آئندہ رابطہ اور گفتگو میں آسانی رہے گی اور دوسری طرف اگر کوئی مفید بات ہمارے علم میں آئے تو دوسروں سے Share کر لیں گے اور دوسروں کی مفید باتیں آپ سے Share کر لیں گے۔ یوں اس رپورٹنگ سے ان شاء اللہ سینکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلباء وطالبات کو فائدہ ہو گا اور کارکردگی کو منظم انداز میں محفوظ کرنا اور بہتر بنانا ہمارے لئے آسان ہو سکے گا۔

۲۹۔ اللہ ﷻ سے خصوصی دعا اور اخلاص نیت کا اہتمام کریں۔

یہ حقیقت ہے کہ ہم بہت کمزور اور گناہ گار لوگ ہیں اور اس عظیم کام کے لئے اللہ ﷻ نے ہمیں منتخب فرمایا ہے۔ اس لئے اللہ ﷻ کا شکر بھی ادا کریں اور اللہ ﷻ سے خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی فرمائیں۔ اخلاصِ نیت کا اہتمام بھی فرمائیں۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ: "اعمال (اور نیکیوں کی قبولیت) کا دار و مدار نیتوں پر ہے"۔ ہماری نیت یہ ہو کہ اللہ ﷻ ہم سے راضی ہو جائے، ہم قرآنِ حکیم کے خادم بن جائیں اور ہمارے طلباو طلبات ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بن جائیں۔ اس سے بڑی کوئی دولت نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ بخاری شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآنِ کریم سیکھیں اور سکھائیں۔"

دعا ہے کہ اللہ ﷻ ہم سب کو کامیاب فرمائے اور ہم سب کو اپنے کلام کی خدمت کے لئے قبول فرمالے اور اس سارے عمل کو ہمارے لئے صدقۂ جاریہ بنادے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔